وندے ماترم

مسلمانوں کو کیوں قبول نہیں؟

تحریر:

محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

پیش لفظ

نحمده و نصلي علىٰ رسوله الكريم، أما بعد!

حکومت اتر پردیش نے ۱۹۹۸ء میں ایک حکم نامہ جاری کرکے ریاست کے سبھی منظور شدہ اسکولوں میں ہر صبح ہندوستان کی تصویر پر مالا چڑھانا اور ''وندے ماترم'' گیت پڑھنا لازم قرار دیا تھا۔ واضح ہو کہ اِس گیت میں مادرِ وطن ''ہندوستان'' کو ایک دیوی تصور کرکے اُس کے لئے وہ صفات ثابت کی گئی ہیں، جو صرف معبود حقیقی ہی کو زیب دیتی ہیں، اور پھر اس کی عبادت اور بندگی کا اقرار کیا گیا ہے۔

جب یہ بات سامنے آئی تو جمعیۃ علماء ہند سمیت مسلمانوں کی مختلف جماعتوں اور اِداروں نے اِس کی مخالفت کی، اور تحریری اور عملی طور پر مؤثر احتجاج کیا، جس کی بنا پر بعد میں یہ حکم حکومت نے واپس لے لیا۔

مسلمانوں کے اِس ردِ عمل پر کچھ برادرانِ وطن کی طرف سے یہ تأثر دینے کی کوشش کی گئی کہ ''وندے ماترم گیت'' کی مخالفت اور ''بھارت ماتا'' کی تصویر پر مالا چڑھانے سے انکار ملک وقوم سے غداری کے مرادف ہے، اور یہ کہ علماء اِس بارے میں اشتعال دلاکر مسلمانوں کو ملک کا غدار بنارہے ہیں۔ (دیکھئے: ہفت روزہ ''وقت کا سامنا'' دہلی ۱۱؍ جون ۱۹۹۸ء)

اِس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اِس مسئلہ کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے، اور صحیح

صورتِ حال اور مسلمانوں کا دستوری اور قانونی موقف سامنے لایا جائے؛ تاکہ منصف مزاج عوام وخواص کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

اسی غرض سے یہ مضمون ماہ نامہ ''ندائے شاہی'' اگست ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا، اور بعد میں جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے اسے الگ سے رسالے کی شکل میں بھی بڑی تعداد میں شائع کیا گیا۔ اور یہ احقر کے مجموعہ مضامین ''دعوتِ فکر وعمل'' میں بھی شامل ہے۔

موجودہ دور میں بالخصوص سوشل میڈیا پر آج کل یہ موضوع پوری شدت سے اُٹھایا جارہا ہے، اور یہ ذہن بنایا جارہا ہے کہ جو شخص ''وندے ماترم'' یا ''بھارت ماتا کی جے'' کا نعرہ نہ لگائے، وہ ملک کا غدار ہے، اِس پر منصوبہ بندی کے ساتھ مہم چلائی جارہی ہے۔

بریں بنا مناسب محسوس ہوا کہ یہ مضمون دوبارہ شائع کردیا جائے؛ تاکہ اِس کے متعلق اِسلام اور ملت اسلامیہ کا موقف ہمارے سامنے رہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر طرح کے شرور اور آزمائشوں سے محفوظ فرمائیں، اور دین پر اِستقامت نصیب فرمائیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۴۱/۱۲/۲۹ھ مطابق ۲۰۲۰/۸/۲۰ء

اسلامی نظریہ

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ سید الأنبیاء والمرسلین، وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین، أما بعد!

اسلام کی بنیاد عقیدۂ توحید پر ہے، قرآنِ کریم اور احادیث طیبہ میں اس عقیدہ کی اہمیت بہت تاکید سے بیان کی گئی ہے۔ اور تمام انسانوں کو صرف ایک خدا کی عبادت کی تلقین کی گئی ہے۔ اسلام میں اللہ کے علاوہ کسی بھی چیز کو خواہ وہ مورت ہو، کاغذ کی تصویر ہو، ندی، نالا، پہاڑ یا درخت ہو، پتھر ہو یا پھول ہو یا جاندار ہو یا غیر جاندار، مردہ ہو یا زندہ۔ الغرض کسی بھی چیز کو پوجنا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات کو ثابت کرنا قطعاً حرام ہے۔ اس کو اسلام کی اصطلاح میں ''شرک'' کہا جاتا ہے جو اللہ رب العزت کی نظر میں ناقابلِ معافی جرم ہے۔

اس بارے میں اسلام کا موقف یہ ہے کہ جو چیز خود مخلوق ہو، یعنی جو عدم سے وجود میں آئی ہو، اور خود اس کا وجود کسی دوسرے کا مرہونِ منت ہو، اُسے ''خالق'' - یعنی جو سب کو وجود بخشنے والا ہے اور وہ خود بخود ہمیشہ سے موجود ہے، اور اسے کسی نے وجود نہیں بخشا ہے- کے درجے میں نہیں رکھا جاسکتا۔ قرآن کہتا ہے:

اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ، اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ. (النمل: ۱۷)

(بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اس کے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا تمھیں سمجھ نہیں ہے)

خالق صرف اللہ ہے:

اسلام کی نظر میں کائنات کی چھوٹی بڑی، کمزور اور طاقتور ہر چیز کا خالق اور پیدا کرنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا:

- وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا، یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَاللّٰہُ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (المائدۃ: ۱۷)

(اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت، اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے)

- وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. (الانعام: ۱۰۱)

(اور اُس نے ہر چیز بنائی اور وہ سب باتوں سے واقف ہے)

- ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ، خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ. (الانعام: ۱۰۲)

(یہی اللہ تمہارا رب ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، سو تم اُسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر کارساز ہے)

- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِ. (ابراھیم: ۱۹)

(کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان اور زمین جیسے چاہیے؛ بنائے)

- اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَاءً فَاَنْبَتْنَا بِہٖ

حَـدَائِـقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْبِتُوْا شَجَرَهَا. اَاِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ. (النحل: ٦٠)

(بھلا کس نے بنائے آسمان اور زمین اور اُتار دیا تمہارے لئے آسمان سے پانی، پھر ہم نے اُگائے اُس سے رونق والے باغ، تمہارے بس میں نہ تھا کہ تم اُن کے درخت اُگاتے، اَب (تمہیں بتاؤ کہ) کیا کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ؟ کوئی نہیں، وہ لوگ راہ سے مڑے ہوئے ہیں)

اِن آیات سے معلوم ہوگیا کہ مذہب اسلام کسی بھی مخلوق کو خالق کے مقام پر ہرگز دیکھنا نہیں چاہتا۔ مخلوق خواہ کتنی ہی قابل احترام ہو؛ حتیٰ کہ نبی، ولی یا قطب ہی کیوں نہ ہو؟ اُس کے ساتھ خالق والا معاملہ روا نہیں رکھا جاسکتا۔

نبی بھی خدا نہیں:

اسلام میں اللہ کے بعد سب سے مقدس رتبہ اور معزز مقام خاتم النبیین، سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے؛ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی خدا جیسا معاملہ نہیں کیا جاسکتا۔ نہ آپ کی عبادت کی جائے گی، نہ آپ کو سجدہ کیا جائے گا۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو اِس سے منع فرما دیا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک سرکش اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ ریز ہوا، اور اپنے مالک کی شکایت کرنے لگا، تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جب یہ جانور ہوکر آپ کو سجدہ کر رہا ہے تو ہمیں بدرجہ اولیٰ آپ کے سامنے سجدہ ریز ہونا چاہئے۔ اِس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

لَا يَنْبَغِيْ لِبَشَرٍ اَنْ يَّسْجُدَ لِبَشَرٍ. (دلائل النبوة ٦/١٩)

(کسی انسان کے لئے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز نہیں)

اب غور فرمایئے کہ جب اسلام میں پیغمبر علیہ السلام جیسی مقدس ترین ذات کی عبادت کی گنجائش نہیں ہے، تو دنیا کی کسی اور چیز کی بندگی مسلمان کے لئے کیسے جائز ہوسکتی ہے؟

والدین کا معاملہ:

اِسی طرح اسلام میں والدین (ماں باپ) کا بڑا اونچا درجہ ہے۔ قرآن و حدیث میں جگہ جگہ اُن کے ساتھ حسن سلوک اور اُن کی فرماں برداری کی تاکید کی گئی ہے، اور اُن کی نافرمانی سے شدت کے ساتھ روکا گیا ہے؛ لیکن ساتھ میں یہ بھی بتلا دیا گیا کہ اگر وہ والدین اپنی اولاد کو اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا حکم دیں، تو اَب اُن کی بالکل اطاعت نہیں کی جائے گی۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْناً وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا. (العنکبوت ۸)

(اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی ہے، (البتہ) اور اگر وہ (والدین) تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک کرے، جس کی تجھ کو خبر نہیں، تو اُن کا کہنا مت ماننا)

اِس حکم سے معلوم ہوگیا کہ اسلام؛ اپنی حقیقی ماں -جس کی کوکھ سے انسان جنم لیتا ہے- کو بھی خالق حقیقی (اللہ رب العالمین) کے ہم پلہ قرار دینا صحیح نہیں سمجھتا؛ بلکہ اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ شرک کے بارے میں اپنے سگے ماں باپ کے حکم کو بھی ہرگز تسلیم نہ کریں۔

مادرِ وطن معبود نہیں ہے:

تو اَب غور فرمایئے کہ جب قرآنِ کریم نے شرک کے متعلق اپنے سگے اور حقیقی والدین کے حکم کو نظر انداز کردیا ہے تو ''مادرِ وطن'' اور ''بھارت ماتا'' جیسی مجازی ماؤں کے

ساتھ خالق حقیقی جیسا برتاؤ اسلام کیسے گوارا کر سکتا ہے؟

ماں کا احترام اور اُس سے محبت الگ چیز ہے، اور اُس کو معبود بنا لینا اور خالق کے درجہ میں رکھ دینا الگ معاملہ ہے۔

محبت اور وفاداری کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم جس سے محبت کریں اُسے پوجنے بھی لگیں۔ ہم اپنے والدین سے محبت کرتے ہیں، بھائی بہنوں سے پیار کرتے ہیں، اور رشتہ داروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر اُنہیں پوجتے نہیں ہیں، تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ نہ پوجنے کی وجہ سے ہماری محبت میں کمی آ گئی۔

اِسی طرح جو مسلمان یہ کہے کہ ہم ملک سے محبت تو کرتے ہیں، مگر اُس کی بندگی نہیں کرتے، اور اُس کو خدا کے درجہ میں نہیں رکھتے، تو اسے ملک وقوم کا غدار یا دشمن ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔

ہندوستان ہمارا وطن ہے، اور وطن ہونے کی حیثیت سے ہمیں اُس سے فطری تعلق بھی ہے۔ اس کے چپے چپے پر ہماری روشن تاریخ کے اَنمٹ نقوش ثبت ہیں۔ اور وطن کی بھلائی اور ترقی کے لئے ہم دل سے کوشاں رہے ہیں اور رہیں گے؛ لیکن اِس محبت اور تعلق کے معنی ہرگز یہ نہیں ہیں کہ ہم اُسے معبود بنا ڈالیں۔ ہمیں عقلاً یا قانوناً کسی طرح بھی وطن کی عبادت اور بندگی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

ہمارے وطن نے ہمیں دستوری طور پر یہ حق دیا ہے کہ یہاں کے کسی بھی بسنے والے پر ایسا حکم لاگو نہ کیا جائے جو اس کے مذہبی عقیدہ کے خلاف ہو، اور جس سے اُس کی مذہبی آزادی پر زد پڑتی ہو۔ مادرِ وطن کے سپوت ہونے میں ہندو مسلم، سکھ اور عیسائی وغیرہ سب برابر ہیں۔

یہاں جس طرح ایک ہندو کو مورتی کی پوجا سے نہیں روکا جا سکتا، اِسی طرح کسی مسلمان کو بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسری چیز کی عبادت پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

جو لوگ اکثریت کے زعم میں ملک کے تمام باشندوں کو اپنے عقیدے اور عمل کا پابند بنانے کی کوشش کررہے ہیں وہ درحقیقت مادرِوطن کے خیرخواہ نہیں؛ بلکہ اُس کی جڑوں کو کمزور کرنے والے ہیں؛ اِس لئے کہ ہمارے وطن کی بقا اور سالمیت کا مدار صرف اس پر ہے کہ یہاں بسنے والے ہر فرقہ کے جذبات کا احترام کیا جائے اور کسی کی دل آزاری نہ کی جائے۔

یہ وطن سے غداری نہیں:

مسلمان ہندوستان کی تعریف اور اُس کی واقعی خوبیوں پر مشتمل کسی ترانے یا گیت کے مخالف ہرگز نہیں ہیں؛ بلکہ ایسے ترانوں کو بصد شوق پڑھتے اور گنگناتے ہیں۔

یہاں کا قومی ترانہ ’’سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا‘‘ یہ اِس ملک کے بارے میں ہمارے حقیقی جذبات کا عکاس ہے۔ اِس طرح کے ترانے پڑھنے میں نہ ہمیں کبھی اعتراض ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔

ہمارا تو صرف یہ کہنا ہے کہ ہماری زبان سے ایسے الفاظ نہ کہلوائے جائیں اور ہمیں ایسے عمل پر مجبور نہ کیا جائے، جو ہمارے عقیدۂ توحید کے خلاف ہو۔

’’وندے ماترم‘‘ گیت میں چوں کہ خالص مشرکانہ اَلفاظ ہیں، اِس لئے ہمیں اُس کے پڑھنے پر اعتراض ہے۔ اور اعتراض کی وجہ یہ ہرگز نہیں کہ ہمیں اپنے وطن سے محبت نہیں، یا ہم اس کے وفادار نہیں؛ بلکہ یہ احتجاج صرف اس بنا پر ہے کہ یہ ہمیں دستور سے ملی ہوئی مذہبی آزادی کے منافی ہے، ہمیں اپنی مذہبی آزادی بہرحال عزیز تر ہے، ہم کسی بھی قیمت پر اس آزادی کا سودا نہیں کرسکتے۔

اِس لئے حکومت، برادرانِ وطن اور ہمارے روشن خیال دانشوروں کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی بے چینی کو وطن کی مخالفت پر محمول نہ کریں؛ بلکہ سنجیدگی کے ساتھ ان کی بجا

شکایت کے اِزالے کی کوشش کریں، اِس طرح کے جبری احکام کو واپس لینے پر زور دیں، ورنہ اس کے عواقب ونتائج ملک کے لئے بہت خطرناک ثابت ہوسکتے ہیں۔

مسلمانوں سے اپیل:

اِس موقع پر ہم عام مسلمانوں سے بھی اپیل کرتے ہیں وہ اپنی نسلوں کے ایمان کے تحفظ کے سلسلہ میں پوری طرح حساس رہیں اور مکمل بیداری کا ثبوت دیں۔ اپنے بچوں کو تاکید کریں کہ وہ کوئی بھی شرکیہ لفظ اپنی زبان سے نہ نکالیں، اور اللہ کے علاوہ کسی کے ساتھ معبود جیسا معاملہ نہ کریں۔ ایمان اور اسلام کے سلسلہ میں ہمارے جذبات بالکل واضح ہونے چاہئیں کہ ہم دنیا جہاں کا ہر نقصان برداشت کرسکتے ہیں لیکن اپنے دین واسلام پر کسی آنچ کو ایک لمحہ کے لئے برداشت نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین پر مکمل استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(ندائے شاہی، اگست ۱۹۹۸ء)